عثمان پبلک اسکول سسٹم

USMAN PUBLIC SCHOOL SYSTEM

UPSS

Shaping the leaders of Ummah

تربیہ

معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز

مسجد اقصیٰ

ماہنامہ
تربیہ
معمارِ حرم باز بہ تعمیرِ جہاں خیز

A Monthly E-Mag for lifelong learning & holistic development

نومبر 2023 ربیع الآخر ۱۴۴۵ھ

- فہم القرآن
- فہم الحدیث
- سیرتِ نبویؐ
- تعلیم وتربیت
- شخصیت
- انٹرویوز
- تعمیر شخصیت
- کیریر کونسلنگ
- طب و صحت
- اقبالیات
- گوشہ عثمانین
- اقدار
- رہنمائے والدین
- سائنس وٹیکنالوجی
- تعارفِ کتاب
- تاریخ

القرآن

پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اُس مسجد(اقصیٰ) تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے، تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔ (بنی اسرائیل ۔آیت 1)

الحدیث

تین مسجدوں کے علاوہ (کسی دوسری جگہ کے لیے) تم اپنے کجاووں کو نہ باندھو (یعنی سفر نہ کرو): مسجد حرام، مسجد رسول (یعنی مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ "۔ (بخاری ج:ا ص:108)

اقبال اور فلسطین

محترم والدین ! مسجد اقصیٰ قبلہ اول ہے، جو بیت المقدس فلسطین میں واقع ہے۔ فلسطین پر یہودی قبضے کی ایک دلیل ، ماضی میں ان کا فلسطین میں قیام بھی بتایا جاتا ہےاسی غلط دلیل کے پرخچے علامہ اقبال نے اپنی اس نظم میں اُڑائے ہیں ۔ ۔ ۔ علامہ اقبال کی یہ مختصر نظم اور اس کی تشریح اپنے بچوں کے ساتھ ڈسکس کیجیے۔

کتاب: ضربِ کلیم نظم : شام و فلسطین

ہے خاکِ فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا

تشریح

اہل مغرب نے اس بات کو بہانہ بنا کر کہ کبھی فلسطین میں یہودی آباد تھے اور یہ یہودیوں کا ابتدائی گھر تھا جہاں سے وہ نکالے گئے ہیں فلسطین کو اسرائیل کے نام پر یہودیوں کو دے دیا گیا ہے (اقبال کے زمانے میں ابھی یہ تجویز ہو رہی تھی)۔ اقبال کہتے ہیں کہ اس فارمولے کے تحت اسپین (اندلس) پر عربوں کا حق ہونا چاہیے کیونکہ عرب بھی وہاں سات آٹھ سو سال سے حکمران تھے اور وہاں کے صدیوں سے باشندے تھے اور ان کو بھی وہاں سے نکال دیا گیا۔ اس لیے اسپین کا ملک عربوں کو دیا جانا چاہیے۔

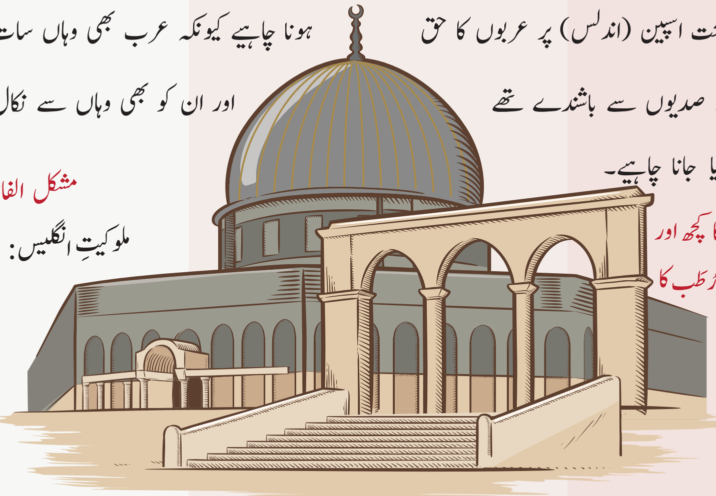

مشکل الفاظ کے معنی:

ملوکیتِ انگلیس: انگریزی حکومت

نارنج: سنگترے

رطب: کھجور

مقصد ہے ملوکیّتِ انگلیس کا کچھ اور
قصّہ نہیں نارنج کا یا شہد و رُطب کا

تشریح

انگریزی حکومت کا فلسطین میں یہودیوں کو بسانا اس لیے نہیں کہ ان کے ذریعے یہاں کے سنگتروں، شہد اور کھجوروں کی فصلوں سے فائدہ اٹھایا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہودیوں کو یہاں بسا کر ان کے ذریعے سارے عربوں میں پھوٹ ڈالی جائے اور تمام ممالکِ اسلام کو ڈرایا اور دھمکایا جائے جیسا کہ اسرائیل بننے کے بعد ثابت ہو چکا ہے اور اہل مغرب یہودیوں کے ذریعے مسلمان ملکوں میں افراتفری پھیلانے کا کام لے رہے ہیں۔

مزمل شاہ
مینٹورنگ اینڈ کاؤنسلنگ ڈپارٹمنٹ

علامہ اقبال،فلسطینی عرب سے

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے
تری دَوا نہ جنیوا میں ہے، نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے
سُنا ہے مَیں نے، غلامی سے اُمتّوں کی نجات
خودی کی پرورش و لذّت نمود میں ہے !

اس نظم میں اقبال نے عربوں کو، ساحران فرنگ کے طلسم سے رہائی حاصل کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ جن لوگوں نے کلام اقبال کا مطالعہ کیا ہے ان سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ علامہ اقبال کے دل میں ملت اسلامیہ کا کس قدر درد تھا۔ وہ فلسطینی عربوں کے غم میں گھلتے رہتے تھے اور یہ نظم ان کے خلوص اور محبت کی بڑی حد تک عکاسی کر تی ہے۔ واضح ہو کہ علامہ مرحوم نے خود ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ مجھے عربوں سے غیر معمولی محبت ہے کیونکہ یہ لوگ سرکار دو عالم ﷺ سے ایک نسبت رکھتے ہیں ، علامہ اقبالؒ کہتے ہیں کہ

1۔اے فلسطین کے عرب! میں جانتا ہوں کہ تیرے وجود میں ابھی تک وہی آتش موجود ہے جس کے سوز سے زمانہ (دنیائے کفر) ابھی تک فارغ نہیں ہوا ہے یعنی کفار فرنگ ہنوز مطمئن نہیں ہوئے ہیں کہ ہم نے عربوں کو زیر کر لیا ہے وہ ابھی تک اس آگ کو جو صلاح الدین ایوبی بلکہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بھڑکائی تھی ، بجھانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں ۔'سوز' سے اقبال کی مراد وہ جذبہ جہاد ہے جو سرکا ر دو عالم ﷺ کی تعلیمات سے پیدا ہوا تھا۔ اور اکبر الہ آبادی نے اپنے ایک مشہور شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے، یہ شعر اس نظم میں ہے جس میں ایک انگریز لڑکی مسلمان قوم سے اپنی نفرت کا سبب بیان کرتی ہے ، چناں چہ کہتی ہے

مطمئن ہو کوئی کیونکر کہ یہ ہیں نیک نہاد
ہے ہنوز ان کی رگوں میں اثر حکم جہاد

اللہ اکبر ! اکبر الہ آبادی نے ایک شعر میں انگریز کی پوری ذہنیت اسی قوم کی ایک لڑکی کی زبان سے واضح کردی ہے!

2۔لیکن اے فلسطینی عرب ! میں تجھے ایک مشورہ دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تیرے مرض کی دوا نہ جینوا (لیگ آف نیشنز) میں ہے نہ لندن (حکومت برطانیہ) میں۔ اے میرے بھلے مجاہد ! فرنگ (اقوام یورپ) کی رگ جاں تو خود یہودیوں کے پنجہ میں ہے، وہ بھلا کیسے اور کیونکر تیری مدد کرسکتے ہیں۔

3۔اس لیے تو مجھ سے رہائی کی ترکیب سن ! غلامی سے نجات کا طریقہ صرف ایک ہی ہے ۔ ابھی تک دوسرا طریقہ ایجاد نہیں ہوا اور وہ یہ ہے کہ

- مسلمان پہلے خودی کی پرورش کرے یعنی اسے نقطہ کمال تک پہنچائے۔
- پھر اس کے اظہار کی لذت کا احساس پیدا کرے۔

بالفظ دیگر پہلے شعوری خودی پیدا کرے پھر جذبہ نمود خودی۔ ان دو باتوں کے بعد عمل یا جہاد خود بخود سرزد ہوگا اور اس شدت کے ساتھ کہ اس کے سامنے پہاڑ بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ شعور کہ میرے سامنے غیر اللہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے،انسان کو 'سیل بے پناہ' بنا دیتا ہے۔

شرح: ضربِ کلیم از : پروفیسر یوسف سلیم چشتی

انتخاب :
مینٹورنگ اینڈ کاؤنسلنگ ڈپارٹمنٹ
عثمان پبلک اسکول سسٹم

مسجد اقصیٰ

مسجد اقصیٰ ، فلسطین کے شہر بیت المقدس میں واقع ہے اور اس کو القدس بھی کہا جاتاہے ۔ اس شہر کو ”سام بن نوح ؑ “نے آکر آباد کیا۔

مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی تاریخی حیثیت

اس زمین پر اللہ کی عبادت کے لیے سب سے پہلی مسجد بیت الحرام ہے۔ مسجد بیت الحرام کی تعمیر کے چالیس سال بعد مسجد اقصیٰ تعمیر کی گئی۔ امام قرطبی کے مطابق مسجد اقصیٰ کو سب سے پہلے فرشتوں نے ، پھر سیدناآدم علیہ السلام نے، پھر سیدناسام بن نوح علیہ السلام نے اور پھر سیدناداؤد وسلیمان علیہما السلام نے بالترتیب تعمیر کیا ۔

مسجد اقصیٰ پر آنے والے حوادثات

مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے بعد مختلف ادوار میں اس پر مختلف قسم کے حادثات آئے، جس کی وجہ سے دوبارہ اس کی تعمیر کی ضرورت پڑتی رہی

۱ ۔ پہلا بڑا واقعہ جس میں مسجد کی تعمیر کو نقصان پہنچا، وہ سیدناسلیمان علیہ السلام کی وفات کے 415 برس بعد 588 ق-م میں پیش آیا، جب اہل ِفارس کے بادشاہ بخت نصر نے اس پر حملہ کیا اور پورے شہر کو آگ لگادی، جس میں مسجد کی عمارت منہدم ہوگئی، پھر بعد میں دوبارہ اس کی تعمیر ہوئی۔

۲ ۔ دوسرا واقعہ 63 ق-م میں ہوا، جس میں دوبارہ رومی قابض ہوگئے۔

۳ ۔ پھر سیدناعیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے چالیس سال بعد 70ء میں طیطلس نامی بادشاہ نے اس شہر کو بالکل تباہ کردیا، اس میں بھی مسجد کو نقصان پہنچا۔ 135ء میں رومی بادشاہ ہیرڈوس نے اس شہر کو دوبارہ بسایا اور اس کا نام ایلیاء رکھا۔

۴ ۔ 614ء میں دوبارہ اہل فارس نے قبضہ کرلیا، لیکن مسجد اقصیٰ 70ء سے سیدناعمررضی اللہ عنہ کے زمانے تک ویران رہی۔

مسجدِ اقصیٰ کا اسلامی دور

۔ ۱۷ھ میں سیدناعمرؓ کے دور خلافت میں مسجد اقصیٰ اسلام کے سائے میں آگئی۔سیدناعمررضی اللہ عنہ نے مسجد کو صاف کروایا اور وہاں نماز شروع کروائی ۔

اسلامی دور میں مسجد اقصیٰ کی تعمیر وترقی

۔ ۱۷ھ میں بیت المقدس کی فتح کے کافی عرصہ بعد اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان نے ۶۵ھ میں اس کی تعمیر اور مرمت کا آغاز کیا جو ان کے بیٹے ولید بن عبد الملک کے دور میں مکمل ہوئی۔

۔۱۳۰ھ اور ۱۵۸ھ کے زلزلوں میں اس کی عمارت کو نقصان پہنچا تو ۱۶۹ھ میں مہدی کے دور حکومت میں دوبارہ اس کی تعمیر نو کی گئی۔

۔۴۰۷ھ کے زلزلے میں قبّہ کی دیوار یں منہدم ہوگئیں تو ۴۱۳ھ میں ظاہر فاطمی نے اس کی دوبارہ تعمیر کی۔

۔ فرنگی بادشاہوں نے مسلمان بادشاہوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۴۹۲ھ میں بیت المقدس پر قبضہ کرلیا اور سیدناعمررضی اللہ عنہ کے برخلاف صلیبیوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا ، مسجد کی بے حرمتی کی اور اس میں گھوڑوں کے لیے اصطبل بنایا دیا ۔ ۹۱ سال تک مسجد اقصیٰ ان کے قبضہ میں رہی۔

۔پھر سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۵۸۳ھ میں بیت المقدس دوبارہ فتح کیا اور مسجد کی صفائی کرواکر اس کی مرمت کی۔(معجم البلدان،ج:۵،ص:۱۶۸)

۔ 668ھ میں مملوک حکمران ملک الظاہر بیبرس نے اور 786ھ میں منصور قلاؤون نے مرمت کروائی ۔
۔ خلافتِ عثمانیہ کے سلطان سلیمان القانونی نے 949ھ میں تعمیرِ نَو کروائی ۔ جس کے بعد طویل عرصے تک مرمت کی ضرورت نہ پڑی ۔
۔ موجودہ تعمیر ترک سلطان عبد الحمید(1853ء) اور سلطان عبد العزیز (1874ء) کے دور حکومت کی تعمیر کردہ ہے۔(خطط الشام،ج:5،ص:251،252- القدس دراسۃً تاریخیۃً)
۔ تمام مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسجد اقصیٰ روز اول سے جن حدود پر قائم ہوئی، آج بھی انھی حدود پر قائم ہے۔

مسجد اقصیٰ کے متعلق فضائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین مسجدوں کے علاوہ (کسی دوسری جگہ کے لئے) تم اپنے کجاووں کو نہ باندھو (یعنی سفر نہ کرو): مسجد حرام، مسجد رسول ﷺ (یعنی مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ ۔ (بخاری ج:۱ص:۱۰۸)

مسجدِ اقصیٰ کی حدود میں دیگر بھی ایسی چیزیں موجود ہیں، جو مسلمانوں کے لیے باعث فخر ہیں، جن میں سے حدود حرم میں واقع قبے، مینارے اور مدرسے ہیں، جن کو مسلمان بادشاہ مختلف ادوار میں تعمیر کرواتے رہے، ان میں سے چندمشہور قبّوں کے نام یہ ہیں:قبۃ المعراج، قبۃ السلسلۃ، قبۃ النحویۃ، قبۃ الصخرۃ۔(خطط الشام، ۲۵۷/۵)

قبۃ الصخرۃ (Dome of the Rock)

قبہ گنبد کو اور الصخرۃ چٹان کو کہتے ہیں، یہ قبہ ایک چٹان پر واقع ہے۔ اسے اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان نے تعمیر کروایا تھا۔ قبۃ الصخرۃ مثمن الاضلاع (آٹھ پہلوؤں والا octagon) ہے، آٹھ پہلوؤں میں سے ہر پہلو 33 گز کا ہے اور چاروں طرف دروازے ہیں اور قبہ کا اندرونی احاطہ 53 میٹر ہے، سیڑھیوں سے چڑھ کر اوپر کی طرف پہنچتے ہیں، سیڑھیوں کے اختتام پر دروازے ہیں اور قبہ کا اندرونی حصہ تین حصوں پر مشتمل ہے: پہلے میں چٹان، دوسرے میں ستون اور تیسرا حصہ دروازے کے ساتھ متصل ہے۔قبہ میں اندر کی طرف ستون کی دوقطاریں ہیں۔ پہلی قطار چٹان کے اردگرد ہے، اس میں چار بڑے مربّعۃ الاضلاع (چار پہلوؤں والے quadrilateral) اور دو گول چھوٹے ستون ہیں۔ دوسری قطار ذرا فاصلہ پر ہے، اس میں آٹھ بڑے مسدّسۃ الاضلاع (چھ پہلوؤں والے hexagon) اور(16) سولہ چھوٹے ستون ہیں اور ان ستونوں پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے۔

الصخرۃ

یہ قبہ جس چٹان پر واقع ہے، وہ چٹان ایک قدرتی پتھر ہے، جس کی لمبائی 56 فٹ اور چوڑائی 42 فٹ ہے اور نیم دائرے کی شکل میں ہے ۔ اس چٹان کے کئی فضائل ہیں ۔ سیدنا ابن عباسؓ کے مطابق یہ چٹان جنت کی چٹانوں میں سے ہے۔ اکثر مؤرخین کے نزدیک یہ وہی جگہ ہے، جہاں پر اسرافیل علیہ السلام کھڑے ہوکر نفخۂ اخیرہ پھونکیں گے۔ یہی انبیاء سابقین علیہم السلام کا قبلہ رہا ہے اور16،17 ماہ تک نبی کریم ﷺ بھی اس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے رہے۔ یہودیوں کا قبلہ اول ہونے کی وجہ سے عیسائی وہاں پر کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے، جب سیدناعمر رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تو اس کو صاف کروایا۔(فضائل بیت المقدس،ص:123)

مسجد کا اندرونی حصہ

مسجد کے اندرونی حصے کے مغربی جانب جامع النساء ہے، جس کو فاطمیین نے تعمیر کروایا اور مغربی جانب جامع عمر رضی اللہ عنہ ہے، جس کو سیدناعمر رضی اللہ عنہ نے فتح کے بعد تعمیر کرایا تھا اور اسی عمارت کی طرف ایک بڑا خوبصورت ایوان ہے، جس کو"مقامِ عزیر" کہا جاتا ہے، اسی ایوان کے ایک جانب ایک خوبصورت محراب ہے جس کو 'محرابِ زکریا '' کہا جاتا ہے ۔ قبلہ کی جانب ایک بڑا محراب ہے، جس کو محرابِ داوٗد علیہ السلام کہتے ہیں اور اس کے ساتھ ایک منبر ہے، یہ منبر سلطان نور الدین زنگی نے مسجد اقصیٰ کے لئے بنوایا تھا، خود انتقال کرگئے لیکن ان کے جانشین سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس کو فتح کے بعد حلب سے منگوا کر نصب کیا۔(خطط الشام،ج: 5ص:255)

غار

اسی چٹان کے نیچے ایک غار یا تہہ خانہ ہے، جو مربع شکل کا ہے ۔اس غار کی لمبائی 11 فٹ اور زمین سے اونچائی 30 فٹ ہے۔ غار تک پہنچنے کے لیے قبلہ کی طرف گیارہ سیڑھیاں ہیں ۔

دیوارِ براق

یہ دیوار مسجد کے جنوب مغرب میں ہے، اس کی لمبائی 47 میٹر اور بلندی 17 میٹر ہے ۔'دیوار براق' کو یہودیت اور عبرانی دعوے کے تحت 'دیوار گریہ' کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ اس کا غلط نام ہے۔ اس جگہ کا اصل نام دیوارِ براق ہی ہے۔یہاں سے اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے معراج کا سفر فرمایا تھا۔ اس لیے اسےدیوار براق کا نام دیا جاتا ہے۔

مینار

مسجد اقصیٰ کے شمال اور مغرب کی جانب چار مینارتھے، یہ چاروں مینارچاروں دروازوں کے ساتھ تعمیر کیے گئے تھے، ان کو باب المغاربة کا منارہ، باب السلسلہ کا منارہ، باب کا نام منارہ اور باب الاسباط کا منارہ کہا جاتا ہے۔ یہ منارے مسلم ممالک حکمرانوں کے دور حکومت (769ھ تا1367 ھ) میں تعمیر ہوئے۔(خطط الشام،ج: 5ص:254)

مسجد اقصیٰ میں تعلیم وتعلّم اور علمی شخصیات

مسلمان بادشاہوں نے مسجد اقصیٰ کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ اس میں تعلیم کے لیے جامعة المغاربہ، مدرسہ عثمانیہ، مدرسہ کریمیہ، مدرسہ باسطیہ اور مدرسہ طولونیہ وغیرہ تعمیر کرائے۔

مسجد اقصیٰ کی طرف بہت سی علمی اور مذہبی شخصیات نے سفر کیے، جن میں مشہور نام یہ ہیں: سیدناعمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ متوفی34ھ اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہ متوفی58ھ وہیں رہے۔ مشہور مفسر مقاتل بن سلیمان المتوفی سنہ150ھ اور فقیہ امام عبد الرحمن بن عمرو اوزاعی متوفی 157ھ اور عراق کے مشہور عالم امام سفیان ثوری متوفی 161ھ اور مصر کے امام لیث بن سعد متوفی 175ھ اور فقہ شافعی کے بانی امام محمد بن ادریس شافعی متوفی 203ھ ۔ ہندوستان کے مشہور خطیب و رہنما مولانا محمد علی جوہر کا مقبرہ بھی بیت المقدس میں مدرسہ خاتونیہ کے باہر واقع ہے ۔

جمع و ترتیب : علی حسین
سینیئر مینیجر M&C ڈپارٹمنٹ

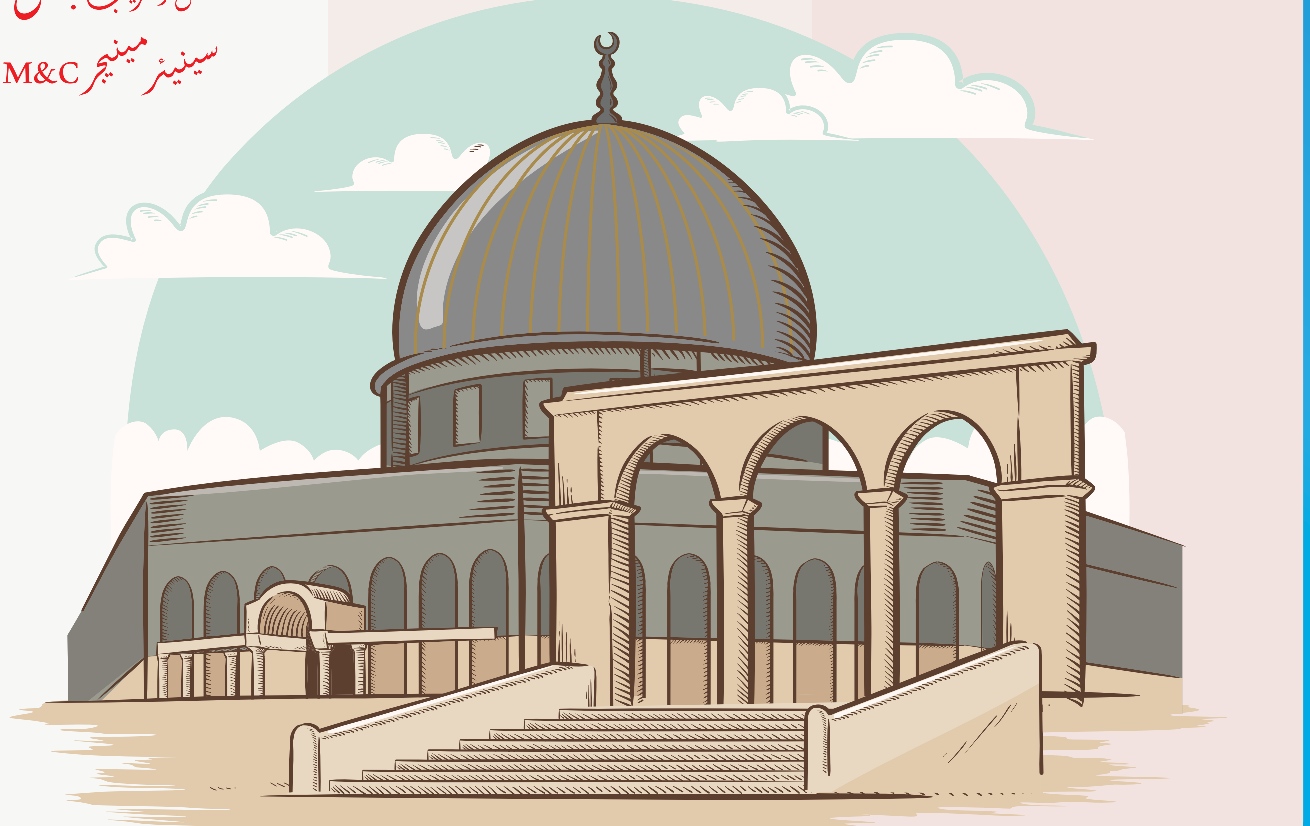

بچوں پر ماؤں کا تقابلی جائزہ

دوسروں کے بچوں کے پیٹھ پیچھے جو تبصرے ہوتے ہیں وہ ہونا چاہئیں یا نہیں یہ ایک الگ عنوان ہے مگر۔۔۔
کسی بچے کی ماں کے سامنے آپ کا ایک غیر محتاط جملہ اس کی راتوں کی نیند اڑا دیتا ہے۔
میں اکثر تقریبات میں جاتی ہوں میرے کانوں کو جو باتیں سننے کو ملتی ہیں وہ کچھ اس طرح کی ہوتی ہیں
"آپ کا بچہ سال بھر کا ہوگیا ابھی کھڑا نہیں ہوتا میرا بیٹا تو دس ماہ میں چل پڑا تھا۔"
" آپ کا ڈیڑھ برس کا بیٹا اب تک نہیں بولتا میرے تو سارے بچے سال بھر سے پہلے ہی باتیں کرنے لگے۔"
"آپ کی چار برس کی بیٹی کو حرفوں یا رنگوں کی شناخت نہیں میری ڈھائی برس کی بچی ماشاءاللہ رنگوں اور حروف کی شناخت رکھتی تھی۔"
"آپ کا بچہ کمزور لگ رہا ہے چھ ماہ پہلے آپ سے ملی تو اچھی صحت تھی۔"
"آپ کی بچی دس ماہ کی ہوگئی اب تک بیٹھتی نہیں ہے بچے تو چھ ماہ میں بیٹھنے لگتے ہیں بچوں کے فلاں اچھے ڈاکٹر کو دکھائیں۔"
ہر ماں بچے کے لیے جیتی ہے۔قدرت کی عجیب تقسیم ہے۔
بہت سے بچے بچپن سے ذہین ہوتے ہیں، بہت سے جسمانی لحاظ سے زیادہ پھرتیلے ہوتے ہیں۔
یہ جان رکھیں آپ کے بچے کی کوئی اضافی خوبی اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ "آپ" کا بچہ ہے۔
نہ دوسرے کے بچے کی کمزوری کی وجہ یہ ہے کہ وہ" ان" کا بچہ ہے۔
آپ کا بچہ زیادہ صحت مند،خوش خوراک،چاق وچوبند ہے تو اس کا ذکر اس ماں کے سامنے مت کیجیے جس کا اسی عمر کا بچہ بظاہر آپ کے بچے جیسا نہیں۔
آپ غور کریں آپ کے دو بچے ایک جیسے نہیں پھر آپ کیسے موازنہ کرسکتے ہیں اپنے بچوں کا دوسروں کے بچوں سے۔۔
تقریب میں میرا بیٹا تو لپک لپک کر ہاتھ ملا رہا تھا سب سے۔ان کا بیٹا جھینپتا ہی رہا۔۔
اگر آپ اپنے بچے کی مہارتوں کا تقابل دوسرے بچوں سے کرتی ہیں اور پھر شکر کے طریقے سوچتی ہیں تو یہ بہت اچھی بات ہے۔
اگر آپ دوسرے بچوں کی کمزوریوں کو سسرال والوں اور اپنے میاں کے سامنے اپنی قوت کے طور پر پیش کرتی ہیں تو یہ کبر ہے۔
چونکہ "میرا بچہ" ہے اس لیے لائق ہے۔۔
"ساری زندگی مجھ سے جلتی کڑھتی رہیں۔۔ آج میرے بچے کس مقام پر ہیں ان کے بچے کہاں؟"
یہ چھوٹے چھوٹے جملے بھی بڑا گناہ ہوتے ہیں۔حدیث مبارکہ ﷺ کے مطابق تو
"کوئی ایسا جملہ بھی ہوتا ہے جو جہنم کے قریب پہنچا دیتا ہے۔"
اس لیے دوسرے کی ممتا کا احترام کیجیے۔
"یہ ایک جملہ کہ۔۔۔ " بچہ کچھ ست لگ رہا ہے آپ کا
۔۔۔اس ماں کی راتوں کی نیند اڑا دیتا ہے۔
ہرماں کی سمجھ مختلف،کوششیں مختلف،وسائل مختلف۔۔۔
آپ کے بچے کی فعالیت یا غیر معمولی کارکردگی کی وجہ آپ نہیں ، یہ محض رب کا احسان ہے۔
بچے کی کامیابی کو دوسرے آپ کے کھاتے میں ڈالیں انھیں ایسا کرنے دیں اس لیے کہ بحثیت ماں آپ نے بہت محنت کی ہے مگر۔۔۔ خود اللہ کا شکر ادا کریں اور کبھی آپ کی گفتگو میں یہ امتیازی شان نہ جھلکے کہ "میرے بچے" اور "میری تربیت"۔
جن کے بچے سلو لرنر ہیں اس میں ان کے والدین کا رتّی برابر قصور نہیں۔
جن کے ذہنی یا جسمانی معذور بچے ہیں ان کے پیکیج کو ادھورا نہیں چھوڑا گیا ہے۔المصّور کی شان سے عبث ہے کہ وہ ادھورا کام کرے۔

یہ امتحان گاہ۔۔کسی کو بہت لائق فائق بچے دے کر آزمایا گیا کسی کی کمزور مخلوق سے دست گیری کر کے اس کے لیے جنت کے راستے آسان کیے گیے۔

اس لیے شکر کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی زبان سے کوئی ایسا جملہ نہ نکالیں جس سے دوسری ماں کی کوئی کمزوری آشکارا ہوتی ہو بالخصوص جب سامنے والی ماں کے بچے آپ کے بچوں کے ہم عمر ہوں تو اپنے بچوں کی "عمدہ" کارگزاری بتانے سے گریز کریں۔

آپ بظاہر اپنے بچوں کی تعریف کررہی ہیں لیکن دوسری ماں اپنے بچوں کو اس معیار کا نہ پاکر شاید احساس کمتری میں مبتلا ہورہی ہو۔ماں ایک کمزور وجود ہے اس حوالے سے کہ ممتا بس ممتا ہے۔

ہم جی بھی ایسے دور میں رہے ہیں جب بچوں کو اچھا انسان بننے کے بجائے چیمپئین بنانے کے گر سکھائے جاتے ہیں۔ موازنہ کمپیریزن کسی بھی رشتے کے درمیان کیا جائے وہ بگاڑ کا موجب بنتا ہے وہ معاشرے میں احساس کمتری یا احساس برتری پیدا کرتا ہے جس کے نتیجے میں محرومیاں جنم لیتی ہیں اللہ تعالی نے ہر بچے کو اس کی ذات میں منفرد پیدا کیا ہے۔یہ ہم ہیں جو ان کی درمیان موازنہ کر کے احساس کمتری یا تکبر پیدا کرتے ہیں جو خوبصورت معاشرے کو ایک بدترین معاشرے میں تبدیل کر دیتا ہے۔

نویلہ صدیقی
کیمپس -11

نوٹ : ان صفحات کے پرنٹ آؤٹ لے کر بچوں کو یہ سرگرمیاں کروائی جا سکتی ہیں۔

Prophets of Palestine

FIND ALL THE PROPHETS WHO HAVE BEEN TO PALESTINE

I	A	Z	A	K	A	R	I	Y	A	D	C
B	X	L	P	I	I	R	O	U	I	N	L
R	A	N	G	S	G	I	E	S	S	S	A
A	A	P	N	H	N	R	H	U	U	L	M
H	M	U	S	A	F	C	Y	F	R	T	A
I	S	A	O	Q	F	U	L	L	P	O	R
M	U	H	A	M	M	A	D	L	R	R	Y
A	A	H	B	O	R	E	D	E	I	T	A
R	S	U	L	E	I	M	A	N	S	E	M
E	A	R	M	L	E	R	O	T	E	I	S
D	F	C	O	N	F	U	S	E	D	E	N
G	W	O	Y	A	Q	U	B	O	K	E	T

IBRAHIM
ISHAQ
YAQUB
ISA
ZAKARIYA
MUHAMMAD
MUSA
YUSUF
SULEIMAN

CHOOSE CUT & COLOR THE CORRECT SHAPES TO MAKE A PLESTINIAN FLAG ON A SEPARATE PAPER

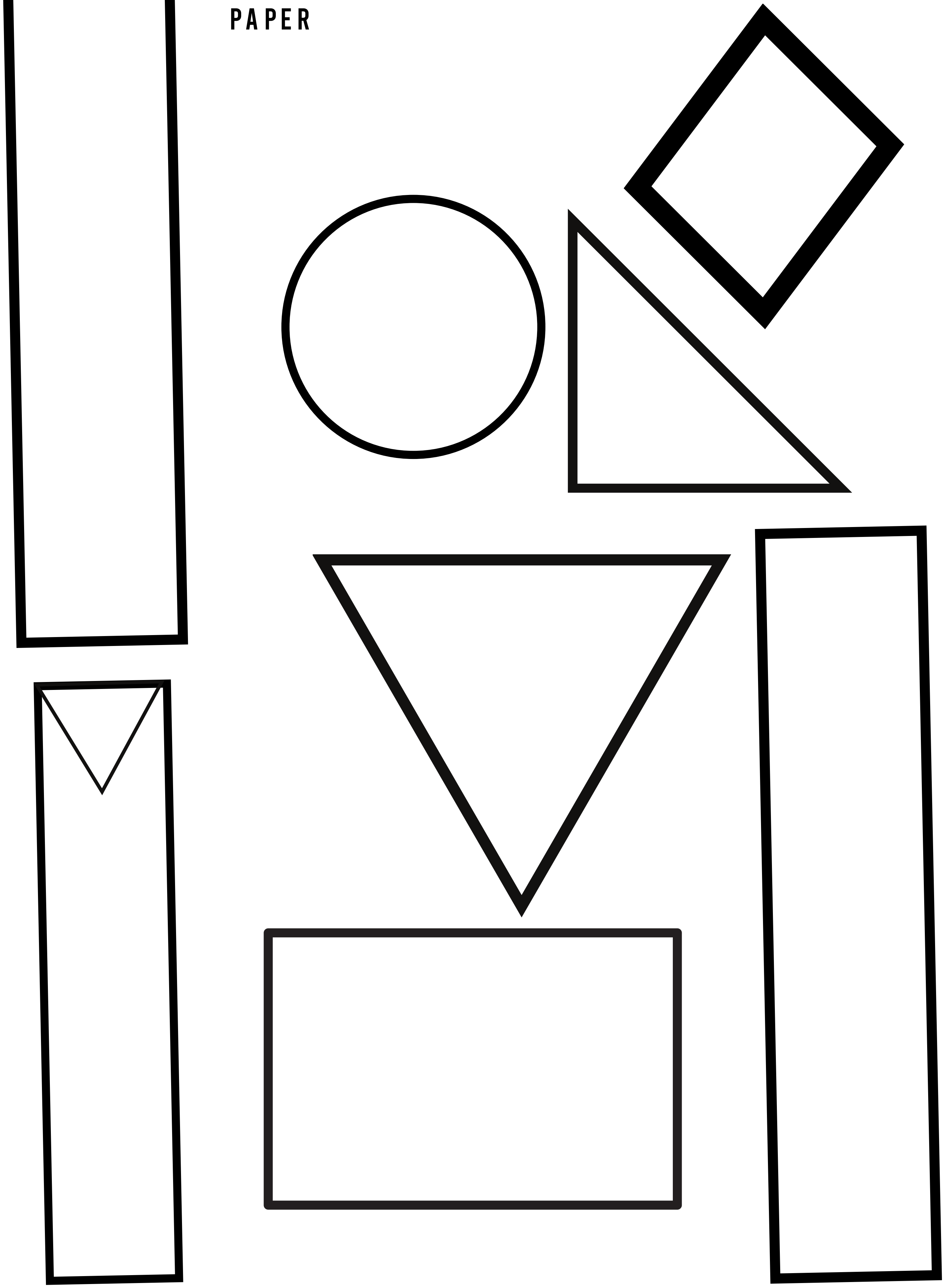

سلسلہ ہم سے پوچھیے

سوال

السلام علیکم۔ آج کل سب ہی والدین کی یہ فکر ہوتی ہے کہ بچے صرف موبائل استعمال کرنا پسند کرتے ہیں یا گیمز کھیلنے میں دلچسپی رکھتے ہیں ۔ جیسے ہم اپنے بچپن میں کزنز کے ساتھ کھیلنا، دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ گھلنا ملنا پسند کرتے تھے ، آج کل کے یہ بچے اس میں بالکل بھی دلچسپی نہیں رکھتے۔ اس کی کیا وجوہات ہیں اور کیسے ہم بچوں کو آمادہ کر سکتے ہیں کہ سب کے ساتھ کھیلیں ، گھلیں ملیں اور صرف موبائل استعمال نہ کریں ۔ برائے مہربانی اس معاملے میں رہ نمائی کیجیے۔

جواب: وعلیکم السلام۔

یہ واقعتا ایک درست مشاہدہ ہے کہ اب بچوں کی پسندیدہ سرگرمیاں کافی حد تک تبدیل ہو چکی ہیں۔ ان کی دلچسپی اب ویڈیو گیمز اور کارٹونز وغیرہ میں زیادہ ہے اور وہ یہی سب دیکھنا اور کرنا پسند کرتے ہیں ۔ موبائل میں ان کی پسند کے طرح طرح کے گیمز موجود ہوتے ہیں، کارٹونز ہوتے ہیں اور یہ رنگا رنگ اسکرین ان کی توجہ مکمل طور پر مبذول کیے رکھتی ہے۔ اسی لیے ان کو اکثر اس کو چھوڑ کر دیگر کام کرنے مشکل لگتے ہیں ۔

اس کے علاوہ اقدار و روایات میں تیزی سے آنے والی تبدیلی نے ہمارے رشتوں پر بہت گہرا اور کسی حد تک منفی اثر ڈالا ہے۔ رشتے داروں اور بڑوں کی تکریم کو جب ہم ہی لازم نہیں سمجھتے تو بچوں پر اس کا اثر اس صورت میں آتا ہے کہ ان کے دلوں میں بڑوں کے لیے ویسی محبت اور عزت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے میل ملاقات کی طرف بھی پھر ان کا رجحان نہیں ہوتا ۔ ہمارے خیالات اور رویے بچوں کی ذہن سازی میں اہم کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں اور وہ غیر محسوس طریقے سے ہم سے بہت کچھ سیکھ رہے ہوتے ہیں ۔

لوگوں سے میل جول یا socialization کا عمل بچوں کی ذہنی نشونما اور تربیت کے لیے بےحد ضروری ہوتا ہے۔ بہت ساری چیزیں مثلا ادب آداب، زبان کا استعمال اور مختلف طور طریقے بچے اس عمل سے ہی سیکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند تجاویز درج ذیل ہیں:

1. بچوں کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط بنانے کو اپنی اولین ترجیح بنائیں۔ والدین کے ساتھ ایک صحت مند اور مضبوط تعلق سے بچوں میں اعتماد بڑھتا ہے جس کی بنا پر ان کے لیے لوگوں کے ساتھ بات چیت کرنا اور ملنا جلنا آسان ہو جا تا ہے۔ بعض بچے صرف اعتماد کی کمی کی وجہ سے دوسروں کے ساتھ گھل مل نہیں پاتے۔ بچوں کے ساتھ مختلف سرگرمیوں کے لیے وقت نکالا جائے جیسے ان کے ساتھ مل کر کتاب پڑھنا اور اس کے مضمون سے متعلق گفتگو کرنا یا ان کے ساتھ کچھ کھیل کھیلنا وغیرہ۔
2. چونکہ والدین بچوں کے لیے رول ماڈل ہوتے ہیں اس لیے وہ جو کچھ کہہ رہے ہوتے ہیں اور جو کچھ کر رہے ہوتے ہیں بچے اس سے بہت کچھ سیکھتے ہیں مثلا جب آپ کسی کے گھر کسی سے ملنے جا رہے ہیں تو آپ کا رویہ کیا ہے، گھر آ کر آپ نے کیا باتیں کیں، یا جب کوئی آپ کے گھر آیا تو ان کی میزبانی کیسے کی گئی وغیرہ۔ جب بچے والدین کو ان کی عزت و تکریم کا خیال رکھتے دیکھتے ہیں تو وہ بھی یہی سیکھتے ہیں۔
3. موبائل یا اسکرین کے استعمال کا ایک روٹین بنائیں۔ چاہے بچے گھر میں ہوں یا باہر، وہ اس روٹین کی پابندی کریں۔ مثلا آپ نے یہ ضابطہ طے کر لیا کہ کہیں جا کر موبائل کا استعمال نہیں ہوگا، یا دوران گفتگو کوئی موبائل استعمال نہیں کرے گا تو آپ بھی اس کی پابندی کریں اور بچوں سے بھی کروائیں۔
4. والدین بچوں کو ترغیب دیں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ آپس میں کھیلیں اور ساتھ مل کر کچھ ایکٹیوٹیز کریں ۔ کھیل کے دوران بچوں کے آپس میں ہونے والے لڑائی جھگڑوں سے انہیں خود ہی نمٹ لینے دیں۔ اس سے وہ problem solving اور تعلقات کو بہتر کرنا خود سیکھیں گے۔
5. بچوں کو تفریح کے لیے پارک وغیرہ جیسی جگہوں پر لے جا یا جائے کیونکہ کھلی فضا اور پارک میں کھیلے جانے والے کھیل ان کی نشونما اور socialization میں نہایت مثبت کردار ادا کرتے ہیں۔

امید ہے کہ یہ تجاویز آپ کے اور دیگر والدین کے لیے فائدہ مند ثابت ہوں گی۔

آمنہ کامران
ڈپٹی مینیجر مینٹورنگ اینڈ کاؤنسلنگ ڈپارٹمنٹ

کیا آپ اپنے بچے کی تربیت اور اس کے اخلاق و کردار کی درستی کے لیے فکر مند ہیں؟

کیا آپ کسی مستند کاؤنسلر سے رہنمائی چاہتے ہیں؟

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ بہترین والدین بننے کا اعزاز حاصل کریں!!

ہم لارہے ہیں آپ کے لیے...

عثمان پبلک اسکول سسٹم کے **تربیہ ای میگزین** میں ایک ایسا مستقل سلسلہ

ہم سے پوچھیے

جو آپ کے سوالات کے تسلی بخش جواب دے گا۔

آج ہی اپنے سوالات اس ای میل ایڈریس پر بھیجیے۔۔

JOIN OUR GUIDES

mcd@usman.edu.pk

Our very own Usmanians

You are invited to write your heart out in a special section of

TARBIYAH E-MAGAZINE

Your writing may contain

Any unforgettable memory of your school..

Any thing which you like the most about UPSS...

Any article with authentic knowledge Related to career opportunities, different professions and degrees,

Any word of advice for your juniors

Your achievement , Success stories

And much more...

JOIN OUR GUIDES

Department of
Mentoring & Counselling
Usman Public School System

E-mail your write ups at
mcd@usman.edu.pk